صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي
(بخاری ۱/۸۸، ۲/۸۸۸)

قومہ اور جلسہ میں اطمینان کا وجوب اور ان دونوں میں اذکار کا ثبوت

جمع و ترتیب

فضل الرحمٰن اعظمی
(آزادول جنوبی افریقہ)

ناشر

مدرسہ [illegible] دار الیتامیٰ والمساکین
[illegible]

QUMA AUR JALSA MAIN
ITMIAN NAN KA WAJOOB

صَلُّوا كما رَأَيتُمُونی اُصَلّی (بخاری ۸۸/۱ و ۸۸۸/۲)

AUR IN DUNO MAIN AZKAR
KA SABUUT

قومہ اور جلسہ میں اطمینان کا وجوب

اور ان دونوں میں اذکار کا ثبوت

صحیح احادیث، محققین فقہاءِ احناف اور اکابرِ علماءِ دیوبند کی تحریرات وتقریرات سے

(خاص ائمۂ مساجد کیلئے)

جمع وترتیب

فضل الرحمٰن اعظمی

(آزادول جنوبی افریقہ)

ناشر

مدرسہ دعوۃ الحق دار الیتامیٰ والمساکین

۶ رقسمت اسٹریٹ آزادول جنوبی افریقہ ۱۷۵۰

صَلُّوا كما رَأَيتُمُونی أُصَلِّی (بخاری ۸۸/۱ و ۸۸۸/۲)

قومہ اور جلسہ میں اطمینان کا وجوب اور ان دونوں میں اذکار کا ثبوت

صحیح احادیث، محققین فقہاءِ احناف اور اکابرِ علماءِ دیوبند کی تحریرات وتقریرات سے

(خاص ائمہ ٔ مساجد کیلئے)

جمع و ترتیب

فضل الرحمٰن اعظمی

(آزادول جنوبی افریقہ)

فہرست

☆ ☆ ☆

اس کتاب کے ایڈیشن

۱ ۔ طبعِ اول ۱۴۱۴ھ کراچی پاکستان

۲ ۔ ماہنامہ البلاغ کراچی جمادی الاخری ۱۴۱۴ھ دسمبر ۱۹۹۳ء میں
حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے شائع کرایا

۳ ۔ طبعِ ثالث جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ اکتوبر ۱۹۹۵ء

۴ ۔ طبعِ رابع ۱۴۲۲ھ مجموعۂ رسائلِ اعظمی کے ضمن میں کراچی پاکستان

۵ ۔ طبعِ خامس ۱۴۲۳ھ ۲۰۰۲ء نظام الدین دہلی

۶ ۔ طبعِ سادس رجب ۱۴۲۴ھ ستمبر ۲۰۰۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحدیثِ نعمت اور اس کتاب کی شہرت ومقبولیت

بحمد اللہ جیسا کہ آپنے دیکھا ہوگا یہ کتاب امام طحاویؒ، علامہ ابنِ عابدین شامیؒ، حضرت شیخ الہندؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی تحقیقات کا خلاصہ ہے، جب یہ کتاب تیار ہوئی تو سب سے پہلے میرے والد صاحب مدظلہ نے علامۂ کبیر محدثِ جلیل حبیب الرحمٰن الاعظمیؒ کو سنائی، مولانا نے اس کی تائید فرمائی.

پھر مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے سامنے تقریظ کیلئے پیش کی گئی، تو آپنے بھرپور تائید فرمائی، اور لکھا کہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی تحقیق ہونے کی وجہ سے مدت سے میرا بھی اس طرف رجحان ہے، اور اس مقالہ کو اپنے مجلّہ البلاغ کراچی میں شائع بھی کردیا، دیکھئے البلاغ جمادی الأخری ۱۴۱۴ھ دسمبر ۱۹۹۳ء، البلاغ کراچی کا نہایت معتمد اور کثیر الاشاعت مجلّہ ہے، یہ مقالہ اسی لئے شائع کیا گیا ہوگا کہ لوگ اسکو پڑھیں اور اس پر عمل کریں۔ [1]

مفتی نظام الدین شامزی دامت برکاتہم (جو جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے نہایت چوٹی

---

[1] اور اس سال جب حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا جنوبی افریقہ کا سفر ہوا تو ۱۱ رجُمادی الاولی ۱۴۲۴ھ کو حضرت مفتی صاحب مدظلہ جوہانسبرگ میں ایک میزبان کے گھر کھانے کیلئے تشریف لے گئے وہاں حضرت والد صاحب بھی تشریف فرما تھے، حضرت مفتی صاحب نے اس کتاب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ مسئلہ میں نے پہلے بھی پڑھا تھا اور حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا قول بھی پڑھا تھا لیکن اس طرف توجہ نہیں تھی، آپکا رسالہ پڑھنے کے بعد اس طرف توجہ ہوئی اور اس پر عمل بھی شروع کیا اسکا ثواب آپکو ملے گا، میں بھی اور کئی علماء اس مجلس میں موجود تھے . ۱۲ عتیق الرحمن اعظمی

کے ،اور پاکستان کے قابلِ اعتماد عالم ہیں) نے بھی اس پر تقریظ لکھ کر تائید فرمائی، اسکے بعد یہ کتاب پاکستان سے شائع ہوئی، ہندوستان سے بھی اس کتاب کے دوایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، دارالعلوم دیو بند کے صدر مفتی حضرت مولانا مفتی نظام الدین اعظمیؒ نے بھی اس پر تقریظ لکھی ہے.

ایک دفعہ حضرت مولانا سعید احمد خان صاحبؒ امیرِ تبلیغ حجاز مقدس یہاں تشریف لائے تو بندہ نے علماء کرام کی مجلس میں مولانا کی خدمت میں یہ کتاب پیش کی، حضرت نے خوش ہوکر قبول فرمایا اور ارشاد فرمایا: کہ اس معاملہ میں غیر مقلدین ہم سے بہتر ہیں، اور حضرت جہاں تشریف لیجاتے خدام کے بتانے پر وہاں کے ائمہ بہت اطمینان سے نماز پڑھاتے.

سالِ گزشتہ حضرت مفتی زین العابدین صاحب دامت برکاتھم ڈربن کے اجتماع میں تشریف لائے تو بندہ نے یہ کتاب حضرت کی خدمت میں پیش کی، حضرت نے اس کتاب کا کچھ حصہ خاص علماء کرام کو جو ہندوستان سے تشریف لائے تھے پڑھ کر سنایا، پھر مپوٹو (موزمبیق) میں اجتماع تھا وہاں بھی خواص کو سنایا اور فرمایا کہ بہت اچھی تحقیق کی ہے، ایک معتمد عالم نے مجھکو یہ واقعہ بتایا، پھر رائیونڈ مرکز پر بھی سنایا اور فرمایا: کہ اس غلطی میں عوام وخواص سب مبتلا ہیں، اس واقعہ کی خبر مجھے میرے ایک شاگرد نے دی جو اسوقت سال لگا رہے تھے.

مولانا ابراھیم دیولوی صاحب مد ظلہ کو بھی بندہ نے یہ کتاب دی، مولانا نے اس کو پڑھا اور پھر مجھ سے اس کے متعلق کچھ گفتگو بھی کی کہ کس طرح اسپر عمل ہوگا، بحمد اللہ نظام الدین میں بہت اطمینان سے قومہ اور جلسہ ہوتا ہے.

رائیونڈ مولانا جمیل صاحب مد ظلہ کی خدمت میں بھی یہ کتاب بھیجی جو وہاں امامت کی خدمت انجام دیتے ہیں، اور جب حاجی عبد الوھاب صاحب نہیں ہوتے تو صبح کو بیان بھی کرتے ہیں، اس سال ہمارے جو طلبہ رائیونڈ پہونچے انھوں نے مجھے لکھا کہ

مولانا بہت اطمینان سے قومہ اور جلسہ کرتے ہیں کہ ہم دعائیں پڑھ لیتے ہیں، اور بیان میں بھی اس کی تاکید کرتے ہیں، ہمارے بعض طلبہ کے پوچھنے پر فرمایا کہ جب سے یہ کتاب مجھے ملی ہے میں اس مسئلہ کو ٹھوک کر بیان کرتا ہوں.

اگر تبلیغی احباب نے اسکو اختیار کرلیا تو یہ سنت ساری دنیا میں پھیل جائیگی ان شاءاللہ تعالیٰ

پاکستان میں اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن بھی میرے ایک شاگرد نے شائع کردیا ہے، اب جبکہ اس کا انگریزی پہلا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے، یہ چند کلمات بندہ سپرد قلم کر رہا ہے جسکا مقصد اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کتاب کی قبولیت پر اسکا بے حد شکریہ ادا کرنا ہے.

اللہ تعالیٰ جزاءِ خیر عطا فرمائے ہمارے اکابر علماء دیوبند کو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب پر امت کی اصلاح کے جذبات القاء فرمائے کسی نے آریہ سماج کی تردید کی، کسی نے شیعیت کی، کسی نے رضاخانیت کی، کسی نے مودودیت کی، علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے قادیانیت کی زبردست تردید کے ساتھ فقہ حنفی کی تائید کے لئے تیس سال کوشش کی اور ثابت کردیا کہ فقہ حنفی حدیث کے بالکل مطابق ہے.

ان کے قلب پر اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کی اہمیت منکشف فرمائی، اور حضرت نے بار بار ترمذی شریف اور بخاری شریف کے سبق میں اسکو بیان فرمایا. ہمارے بزرگوں کی کوئی کوشش رائیگاں نہیں جاتی ان شاء اللہ یہ سنت زندہ ہوگی.

اللہ تعالیٰ ہمکو ہر سنت زندہ کرنے کی سعادت نصیب فرمائے اور احیاء سنت کو ذریعہ نجات بنائے. آمین

فضل الرحمٰن اعظمی آزادول جنوبی افریقہ

۴ر شعبان ۱۴۲۱ھ ۱ر نومبر ۲۰۰۰ء

پیش لفظ

از والدِ محترم حضرت مولانا مفتی قاری حفیظ الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہ
(شیخ الحدیث ومفتی مرقاۃ العلوم مئو یوپی انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدیَ لَولا أن هدانا الله لقد جاء ت رسل ربنا بالحق

مذہب اسلام میں جس طرح اللہ تعالی کے احکام کی اتباع لازم ہے اسی طرح خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی بھی ضروری ہے .

عبادات میں نماز کا جو مقام ہے اس سے تمام ہی مسلمان متعارف ہیں لیکن نماز کے ارکان وغیرہ کی عملی تشکیل کیلئے آنحضرت ﷺ نے جو اہتمام فرمایا اور امت کو خطاب کرکے اپنی اتباع کیلئے جو حکم دیا اس سے عموماً غفلت کا تجربہ ہورہا ہے اور ارکان کا مسنون طریقۂ ادا مفقود ہورہا ہے اسی میں قومہ جلسہ کی مسنون ہیئت بھی نسیاً منسیا ہورہی ہے، نیز محققین علماءِ احناف کے راجح اقوال سے مسلم معاشرہ بالکل بے خبر نظر آرہا ہے .

قومہ جلسہ کے وجوب اور اس میں اذکار کے بابت حضرت العلام محدثِ کبیر مولانا حبیب الرحمٰن صاحب الاعظمی رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے بات چیت کی اور اس رسالہ کا تذکرہ کیا تو حضرت علیہ الرحمہ نے بھرپور تصویب وتائید فرمائی .

پھر انتقال کے بعد حضرت علیہ الرحمہ کی یادگار میں سہ ماہی مجلہ المآثر شائع ہورہا ہے جس میں حضرت محدثِ کبیرؒ کا اسی مسئلہ میں فتویٰ بھی شائع ہوچکا ہے جس میں بعینہ یہی

حکم بتایا گیاہے ۔مع سوال جواب ہدیۂ ناظرین کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے :

سوال: نماز میں قومہ وجلسہ جوضروری ہےاس کی حد کیا ہے جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی ؟

جواب: رکوع اور سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد بقدر ایک تسبیح کے اعضاء کوسکون سے رکھنا بر قولِ راجح واجب ہے، تعدیلِ ارکان کا مطلب یہی ہے، اسی طرح رکوع سے اتنا سر اٹھانا کہ قیام کے قریب ہوجائے اور سجدہ سے اتنا کہ قعود کے قریب ہوجائے ضروری ہے اگر اتنا سر نہیں اٹھایا تو نماز نہیں ہوگی، اور اتنا اٹھا کر بقدر ایک تسبیح کے تعدیلِ ارکان نہ کیا تو سہو کی صورت میں سجدۂ سہو اور قصداً کرنے کی صورت میں نماز کا لوٹانا واجب ہے ۔

ص ۹۲ ـ ۹۳ شمارہ ۱ جلد ۱

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعاء ہے کہ وہ ہم سبکو اپنی مرضیات پر اپنے نبی کی سنت کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائیں (کہ یہی کلمہ طیبہ کا عین تقاضا ہے) اور اس رسالہ کو ذریعہ کے طور پر قبول فرمائیں ۔آمین ...

حفیظ الرحمٰن الاعظمی

خادم مدرسہ مرقاۃ العلوم مئو یوپی انڈیا

تقریظ

حضرت مولانا الحاج مفتی نظام الدین صاحب اعظمی ؒ

سابق صدر مفتی دار العلوم دیو بند الہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ کی کتاب (قومہ اور جلسہ میں اطمینان کا وجوب اور ان دونوں میں اذکار کا ثبوت) میں نے پڑھی ہے، بہت پسند آئی، بہت جامع، مانع، عمدہ اور مفصل ہے، اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائیں اور اس میں برکت دے اور مزید ایسی جامع کتابیں لکھنے کی توفیق عطا فرمائے. آمین

فقط والسلام علیکم وعلی من لدیکم

املاہ العبد نظام الدین اعظمی (نور اللہ مرقدہ)

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ

(شیخ الحدیث و نائب صدر دارالعلوم کراچی)

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

احقر نے مولانا فضل الرحمٰن اعظمی صاحب شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ اسلامیہ آزادول (جنوبی افریقہ) کا رسالہ 'قومہ اور جلسہ میں اطمینان کا وجوب' جستہ جستہ مقامات سے دیکھا موصوف نے اس رسالہ میں اول تو یہ ثابت کیا ہے کہ قومہ اور جلسہ میں اطمینان واجب ہے، دوسرے قومہ اور جلسہ میں جو اذکار و ادعیہ حضورِ اکرم ﷺ سے ثابت ہیں انہیں فرائض میں بھی پڑھنے کو بہتر قرار دیا ہے، امام العصر حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے تھی.

حضرت شاہ صاحب کی رائے کے مطابق احقر کا بھی رجحان مدت سے اسی طرف ہے.

ماشاء اللہ مولانا اعظمی صاحب نے اس موقف کو اس رسالہ میں اچھی طرح مدلل کیا ہے، اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو اہلِ علم اور مسلمانوں کیلئے نافع بنائیں. آمین

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ

دارالعلوم کراچی

تقریظ

الحاج حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی صاحب مدظلہ

(شیخ الحدیث ومشرف شعبہ تخصص جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی)

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

نماز دین کے ارکان میں سے ہے اور بقول حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جس نے نماز کو ضائع کیا تو وہ دین کے دوسرے احکام کو بھی ضائع کریگا، کیونکہ قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ میں جتنی تاکید نماز کی آئی ہے اور جو وعیدیں اس کے ترک پر منقول ہیں شاید ہی کسی اور حکم کے متعلق اتنی تاکیدات اور وعیدیں آئی ہوں .

آج کل عموماً مسلمان پہلے تو نماز پڑھتے ہی نہیں اور جو لوگ نماز پڑھتے ہیں وہ نماز کے احکام سے کماحقہ واقف نہیں ہوتے ہیں، حالانکہ نماز کے اہم مسائل کا علم ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرضِ عین ہے اور اسکا حصول ضروری ہے، عام مساجد میں بلکہ دینی اداروں کی مساجد میں بھی نماز کے دوران نمازیوں کی حرکات ایسی ہوتی ہیں کہ جس سے اکثر کی نمازیں فاسد ہونے کا اندشہ ہوتا ہے لیکن لوگوں کے دلوں میں اس کی اہمیت نہیں ہے، حالانکہ فلاح خشوع والی نماز پرہی ہے جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشادِ ربانی ہے :

قد أفلح المؤمنون الذین هم فی صلاتهم خاشعون .

نیز حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے : اسکنوا فی الصلوة .

زیرِ نظر رسالہ (جو حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہ العالی کا تصنیف

کردہ ہے) میں مصنف دام فضلہ نے نماز کے ایک اہم مسئلہ یعنی قومہ اور جلسہ میں اطمینان کے وجوب اور ان میں اذکارِ مسنونہ پڑھنے کے متعلق تحقیق فرمائی ہے، ہمارے فقہاءِ احناف کے متعلق مشہور تو یہ ہے کہ وہ ان اذکار کو نوافل وغیرہ میں پڑھنے کے قائل ہیں یا زیادہ سے زیادہ سنن مؤکدہ اور انفرادی نمازوں میں پڑھنی چاہئے لیکن صاحبِ کبیری اور بعض فقہاءِ احناف نے واضح لکھا ہے کہ فرائض میں بھی ممانعت نہیں خصوصاً جبکہ منع کی علت یہ لکھی گئی تھی کہ نمازیوں پر تطویل کا بوجھ نہ ہو، لیکن آجکل نمازیوں میں ایسی جلدی اور سستی ہونے لگی ہے کہ واجبات بھی چھوٹ گئے، اسلئے اس تحقیق کے مطابق یہ ادعیہ ائمہ حضرات خود بھی پڑھیں اور لوگوں کو بھی اس کی تعلیم و تلقین کریں تو نمازیں فساد و کراہت سے محفوظ ہوں گی، بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ وہ مصنف دام مجدہ کے علم و عمل اور صحت و عافیت میں برکت فرمائے اور ہم سب کو صحیح نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے. آمین

نظام الدین شامزی

استاذ حدیث و مشرف شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی

جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ

عرضِ مرتب

ایمان کے بعد اسلام کا سب سے عظیم رکن نماز ہے، نماز کے متعلق چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں شائع ہوئیں ہیں، جن میں اس فریضہ کی تفصیلات موجود ہیں، لیکن قومہ اور جلسہ میں اطمینان کی طرف بہت کم لوگ توجہ کرتے ہیں حالانکہ احناف کے محقق قول میں اسکو واجب کہا گیا ہے، اور احادیثِ صحیحہ کا تقاضا بھی یہی ہے، اور ان دونوں موقعوں پر صحیح اور معتبر احادیث میں اذکار بھی وارد ہوئے ہیں جن کو اختیار کرنے سے وجوب بخوبی ادا ہوجاتا ہے، محققین احناف کے اقوال میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے لیکن عام لوگ اس سے بالکل بے خبر معلوم ہوتے ہیں، اسلئے اس کتابچہ میں ان دونوں باتوں کو حدیث وفقہ کی روشنی میں پیش کیا جارہا ہے جس سے امید ہے کہ علماء کرام عام مسلمانوں کو اس طرف متوجہ فرمائیں گے، اور مسلمانوں میں یہ سنت زندہ ہوگی، جو اس مردہ سنت کو مضبوطی سے پکڑے گا ان شاء اللہ اس کو از روئے حدیث سو شہیدوں کا ثواب ملے گا.

وما ذلک علی اللہ بعزیز

فضل الرحمٰن اعظمی

مدرسہ عربیہ اسلامیہ آزادول جنوبی افریقہ

۹؍جمادی الاخری ۱۴۱۳ھ جمعہ ۴؍دسمبر ۱۹۹۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

حضرت رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا: مجھے جس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو اس طرح نماز پڑھو (بخاری شریف ج ۱ ص ۸۸)

نیز فرمایا: قیامت کے دن آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا، اگر نماز ٹھیک نکلی تو وہ آدمی کامیاب اور بامراد ہوگا، اور اگر نماز خراب نکلی تو وہ آدمی نامراد اور ناکام ہوگا. الخ (ترمذی شریف ۱/۹۴) ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث اچھی ہے.

اس لئے نماز پڑھنے والوں کو اس کا بہت اہتمام کرنا چاہیئے کہ نماز سنت کے مطابق ہو اسلئے کہ قبولیت کیلئے اولین شرط سنت کے ساتھ مطابقت ہے، آدمی نماز پڑھے، محنت کرے، وقت بھی خرچ کرے لیکن وہ نماز فاسد ہو یا اس میں واجب چھوٹ رہا ہو یا سنت ادا نہ ہورہی ہو جس کی وجہ سے غیر مقبول ہو تو یہ بڑے خسارہ کی بات ہے، چنانچہ مذکورہ بالا حدیث میں بھی خسارہ اور ناکامی کی وعید نماز نہ پڑھنے والوں پر نہیں ہے بلکہ نماز کے درست اور ٹھیک نہ ہونے پر ہے، اسلئے نمازیوں کو اسکا خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ ان کی نماز رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے مطابق ہے یا نہیں.

قومہ اور جلسہ میں اطمینان کا وجوب

<u>ایک بڑی کوتاہی</u>: ایک بڑی کوتاہی جو آج عام طور سے دیکھی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ

قومہ اور جلسہ میں اطمینان نہیں کیا جاتا حالانکہ یہ واجب ہے .

قومہ: رکوع سے اٹھ کر سجدہ میں جانے سے پہلے کھڑے ہونے کو قومہ کہتے ہیں .

جلسہ: پہلے سجدہ سے اٹھ کر دوسرے سجدہ میں جانے سے پہلے بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں.

رکوع اور سجدہ کی طرح قومہ اور جلسہ میں بھی احناف کے یہاں راجح قول کے مطابق اعتدال اور اطمینان واجب ہے اگرچہ ایک روایت سنت ہونے کی بھی ہے لیکن حدیثوں کا تقاضا وجوب ہے اسی لئے محقق علامہ کمال الدین ابن الھمام اور انکے شاگرد علامہ ابن امیر حاج نے وجوب کو ترجیح دی ہے بلکہ ابن امیر حاج نے اسی کو درست قرار دیا ہے یعنی دوسرا قول صحیح نہیں .

علامہ حصکفیؒ درمختار میں واجبات کے بیان میں لکھتے ہیں:(**وتعديل الاركان اى تسكين الجوارح قدر تسبيحةٍ فى الركوعِ والسجود وكذا فى الرفعِ منهما علىٰ ما اختاره الكمال** یعنی نماز کے واجبات میں سے تعدیلِ ارکان بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ رکوع اور سجدہ نیز دونوں سے اٹھکر (قومہ اور جلسہ میں)اعضاء کو ایک تسبیح کے بقدر ساکن رکھنا چاہیئے ، یہی ابن الھمامؒ کا پسندیدہ قول ہے .

علامہ ابن عابدین شامیؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں: البحر الرائق میں ہے کہ دلیل کا تقاضا یہ ہے کہ ان چاروں یعنی رکوع ، سجدہ ،قومہ اور جلسہ میں اطمینان واجب ہو اور خود قومہ اور جلسہ بھی واجب ہوں اسلئے کہ حضرت ﷺ نے ان تمام پر ہمیشہ عمل فرمایا اور جن صحابی نے اچھی طرح نماز نہیں پڑھی تھی ان کو ان تمام کا حکم دیا ، اور قاضی خان نے ذکر کیا ہے کہ اگر بھول کر کوئی رکوع سے نہ اٹھے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا ، محیط میں بھی ایسا ہی ہے ، اور جلسہ بین السجدتین کا بھی یہی حکم ہوگا کیونکہ قومہ اور جلسہ کا معاملہ ایک ہی ہے .

و القول بوجوب العملِ هو مختار المحقق ابن الهمام و تلميذه ابن امير الحاج حتى قال : انه الصواب والله الموفق للصواب ، یعنی ان تمام کے وجوب کا قول ابن الہمام کا پسندیدہ ہے اوران کے شاگرد ابن امیر حاج کا بھی ، حتی کہ انھوں نے تو یہاں تک کہدیا کہ یہی درست ہے. (شامی ج۱/۳۴۲و۳۴۳ مکتبہ رشیدیہ پاکستان)

علامہ شامیؒ آگے لکھتے ہیں : شرح منیہ میں ہے کہ دلیل کونہیں چھوڑا جائیگا جبکہ کوئی روایت (فقہی روایت) اس کے موافق ہو (لہذا وجوب ہی کو اختیار کریں گے) ، نیز لکھتے ہیں : قاضی صدر نے اپنی شرح میں تمام ارکان کی تعدیل کے بارے میں سخت تاکید کی ہے اور کہا ہے کہ ہر رکن کو مکمل کرنا امام ابو حنیفہؒ اورامام محمدؒ کے یہاں واجب ہے اور امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ کے یہاں فرض ہے اسلئے رکوع سجدہ اوران دونوں کے درمیان قومہ میں اتنا ٹھہرنا چاہئے کہ ہر عضو مطمئن ہوجائے ، اتنا ٹھہرنا امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے یہاں واجب ہے اگر کسی نے انکو بھول کر چھوڑ دیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا ، اور اگر عمداً چھوڑا تو سخت مکروہ ہوگا اور نماز کا اعادہ ضروری ہوگا. الخ .

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں : حاصل یہ ہے کہ روایت و دلیل کے لحاظ سے تعدیلِ ارکان واجب ہے ، قومہ اور جلسہ اور ان کی تعدیل کے بارے میں مشہور بات مذہب میں یہ ہے کہ سنت ہیں لیکن وجوب کی بھی ایک روایت ہے اور یہی دلائل کے موافق ہے اور اسی کو ابن الہمام اوران کے بعد کے متاخرین نے اختیار کیا ہے ، اوران کے شاگرد ابن امیر حاج کا قول آپ جان چکے ہیں کہ یہی صواب ہے ، اور امام ابو یوسفؒ ان تمام کی فرضیت کے قائل ہیں ، اسی کو مجمع اور عینی میں اختیار کیا ہے ، اور امام طحاویؒ نے یہی قول ہمارے تینوں اماموں سے نقل کیا ہے فیض میں کہا کہ یہی احوط ہے ، یہی امام مالکؒ امام شافعیؒ

اور امام احمدؒ کا بھی مذہب ہے، (رد المحتار ج ۱/۳۴۳)

مولانا یوسف بنوریؒ معارف السنن میں لکھتے ہیں: کہ امام ابو یوسفؒ سے تعدیلِ ارکان کی جو فرضیت منقول ہے اس سے مراد عملی فرضیت ہے، ابن الھمام محققؒ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے، اس طرح ہمارے ائمہ کے درمیان اختلاف ختم ہوجاتا ہے (اسلئے کہ واجب پر بھی عمل کرنا ضروری ہوتا ہے).

نیز لکھتے ہیں: تحقیق یہ ہے کہ ہمارے یہاں بھی اتنی دیر ٹھہرنا کہ حرکت بند ہوجائے فرض ہے پھر ایک تسبیح کے مقدار ٹھہرنا واجب ہے اور تین تسبیح کے بقدر سنت، علامہ عینی نے یہی تحقیق پیش کی ہے، اور اسی کو امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، سفیان ثوریؒ، امام اوزاعیؒ، صاحبینؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ کا مذہب قرار دیا ہے اور امام طحاویؒ کے کلام سے استدلال کیا ہے. (معارف السنن ج ۳/۹)

امام طحاویؒ نے ہمارے تینوں اماموں کی طرف تعدیلِ ارکان کی فرضیت کو منسوب کیا ہے، علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی تقریر میں ہے کہ امام طحاویؒ ہمارے مذہب کے سب سے بڑے عالم ہیں اور انہوں نے کوئی اختلاف نہیں ذکر کیا اسلئے میرے نزدیک بھی اختلاف ثابت نہیں (غالبًا ابن الھمامؒ کی تطبیق قبول فرمائی).

نیز فرماتے ہیں: بدائع میں امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے فرمایا: جو شخص تعدیل کو ترک کردے اسکے بارے میں مجھے ڈر ہے کہ اس کی نماز جائز نہیں اھ اس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب تعدیل کا بہت اہتمام فرماتے ہیں، تو جس نے ہم احناف کی طرف یہ بات منسوب کی کہ یہ لوگ تعدیل کی پرواہ نہیں کرتے اس نے ہم پر بڑا بہتان لگایا، مجھ پر یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ مسئلہ میں بالکل اختلاف نہیں اسلئے کہ تعدیل اتنی مقدار

میں کہ حرکتِ انتقالیہ منقطع ہوجائے ہمارے یہاں بھی فرض ہے اور شوافع اسی کو رکن کہتے ہیں، اور ایک تسبیح کے بقدر واجب ہے اور اس سے زائد سنت ہے اب ہمارے اور ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں رہا۔ (فیض الباری ج ۲ / ۳۰۸)

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں: کہ علامہ برکلیؒ نے 'معدل الصلوٰۃ' کے نام سے ایک رسالہ تصنیف فرمایا جس میں اس مسئلہ کی خوب وضاحت کی اور وجوب کے دلائل تفصیل سے ذکر کئے اور اس واجب کے ترک پر جو آفات مرتب ہوتی ہیں ان کو تیس (۳۰) تک پہونچایا اور دن رات کی نمازوں میں جو مکروہات لازم آتے ہیں ان کو بتایا ہے کہ تین سو پچاس (۳۵۰) سے زائد ہیں، اس رسالہ کی طرف مراجعت کرنی چاہئے اور اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ [۱] (شامی ج ۱/۳۴۳) بعض نسخوں میں برکلی کے بجائے برکوی لکھا ہوا ہے۔

قومہ اور جلسہ میں اطمینان کے وجوب کے دلائل

جمہور نے تعدیل کو جن دلائل کی وجہ سے ضروری قرار دیا ان میں سے ایک خلاد ابن رافع رضی اللہ عنہ کے واقعہ والی روایت ہے جو بخاری شریف میں اس طرح مذکور ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ﷺ مسجد میں تھے کہ ایک آدمی (خلاد ابن رافع رضی اللہ عنہ) آئے نماز پڑھی پھر حضرت ﷺ کے پاس آکر سلام کیا حضرت ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ارجع فصل فانک لم تصل جاؤ پھر نماز

---

[۱] اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس رسالہ کے تین نسخے مجھے ملے، اسکا ترجمہ کرکے عربی عبارت کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے، زمزم بکڈپو کراچی نے شائع کردیا ہے، ہندوستان میں بھی ان شاء اللہ شائع ہوگا، مصنف کا تذکرہ اور ان کی نسبت میں اختلاف بھی ذکر کردیا گیا ہے۔ فضل الرحمٰن

پڑھو تمہاری نماز نہیں ہوئی ، چنانچہ انھوں نے پھر نماز پڑھی اور آکر سلام کیا تو حضرت ﷺ نے وہی بات ارشاد فرمائی کہ جاؤ پھر نماز پڑھو تمہاری نماز نہیں ہوئی ، اسی طرح تین بار ہوا پھر ان صاحب نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپکو حق کے ساتھ بھیجا میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا ، آپ مجھ کو سکھایئے ، حضرت ﷺ نے فرمایا: جب نماز کیلئے کھڑے ہوتو تکبیر کہو پھر جو قرآن میسر ہو پڑھو پھر رکوع کرو تو رکوع کی حالت میں اطمینان کرو **ثم ارفع حتى تعتدلَ قائماً ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً ثم ارفع حتى تطمئن جالساً ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً ثم افعل ذلك في صلوتك كلها** یعنی پھر رکوع سے سر اٹھاؤ یہانتک کہ کھڑے ہوکر معتدل ہوجاؤ (یعنی کھڑے ہوکر اطمینان کرو ، ابن ابی شیبہ کی روایت میں جو مسلم کی سند سے مروی ہے حتی تطمئن قائما آیا ہے .

(فتح الباری لابن حجر ج ۲ / ۲۷۸)

پھر سجدہ کرو یہانتک کہ سجدہ کی حالت میں اطمینان کرو پھر سجدہ سے اٹھو حتی کہ اطمینان کے ساتھ بیٹھو (یعنی جلسہ میں اطمینان کرو) پھر سجدہ کرو یہانتک کہ سجدہ کی حالت میں اطمینان کرو پھر پوری نماز میں ایسا ہی کرو . (بخاری شریف ج ۱ / ص ۱۰۴ و ۱۰۹)

ترمذی شریف میں حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے یہی قصہ مروی ہے اس میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے ایک صاحب آئے دیہاتی کی طرح (یہ خلاد بن رافع تھے) اور نماز پڑھی اور ہلکی نماز پڑھی ... الی آخر الحدیث . (ترمذی مع العرف الشذی ج ۱ / ۶۶)

دیہاتی کی طرح اسلئے فرمایا کہ ان کو نماز کا طریقہ اچھی طرح نہیں آتا تھا جیسے عام طور سے دیہات کے لوگ مسائل سے ناواقف ہوتے تھے ایسے ہی یہ بھی تھے ، ورنہ

دیہات کے رہنے والے نہیں تھے ۔ (فتح الباری معناً)

دیکھئے اس واقعہ میں آنحضرت ﷺ نے جس طرح رکوع اور سجدہ میں اطمینان کا حکم دیا اسی طرح قومہ اور جلسہ میں بھی اطمینان کا حکم دیا تو اگر رکوع ، سجدہ میں اطمینان فرض یا واجب ہے تو قومہ اور جلسہ میں بھی فرض یا واجب ہوگا ، دونوں میں تفریق صحیح نہیں ہوگی ، اسی لئے ابن امیر حاج نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے یعنی دوسرا قول سنیت کا صحیح نہیں ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ اس آدمی کی نماز کی طرف نہیں دیکھتے جو رکوع اور سجدہ کے درمیان اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا ۔ (اس کو امام احمد نے روایت کیا) (کذافی نیل الاوطار ج ۲ / ۲۸۰)

ان حدیثوں میں جس اطمینان کو واجب بتایا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان تمام مقامات پر اعضاء کو سکون ہوجائے ، اس کی کم سے کم حد ہمارے فقہاء نے ایک تسبیح مقرر فرمائی کہ جتنی دیر میں ایک مرتبہ تسبیح پڑھی جائے اتنی دیر ٹھہرا جائے تا کہ سکون اور توقف کا تحقق محسوس ہوسکے ، جو لوگ اس طرح نماز پڑھتے ہیں کہ ان کے قومہ اور جلسہ میں ایک تسبیح کے بقدر سکون اور توقف نہیں ہوتا اگر قصداً ایسا کرتے ہیں تو ان کی نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے یعنی پھر سے دوبارہ پڑھنا واجب ہے (اور عام طور سے لوگ قصداً ہی جلدی کرتے ہیں ، جہالت اور نہ جاننا بھی قصداً ہی کی ایک صورت ہے) ۔

اور جو لوگ سہواً ایسا کرتے ہیں ان پر سجدۂ سہو واجب ہوگا اگر سجدۂ سہو نہیں کیا تو اس واجب کے چھوڑنے کی وجہ سے نماز کو دہرانا ضروری ہوگا ۔

(دیکھئے شامی ج ۱ / ۳۴۳)

کوتاہی کا علاج

اس کوتاہی کا علاج یہ ہے کہ ان دونوں مقامات پر بھی مسنون اذکار جو حدیثوں میں وارد ہوئے ہیں ان کا اہتمام کیا جائے، رکوع، سجدہ میں چونکہ مسنون تسبیح کا اہتمام کیا جاتا ہے اسلئے تعدیل اور اطمینان کا تحقق اچھی طرح ہوجاتا ہے بہت ہی کم لوگ ایسے نظر آتے ہیں جو رکوع اور سجدہ میں تعدیل نہیں کرتے یہ لا ابالی اور جلد باز لوگ ہوتے ہیں، لیکن ایسے لوگ بکثرت ملیں گے جو قومہ اور جلسہ میں اطمینان نہیں کرتے باوجودیکہ رکوع اور سجدہ اچھی طرح اطمینان سے ادا کرتے ہیں اور دیندار لوگ ہیں، اسکی وجہ یہ ہے کہ قومہ اور جلسہ کے اذکار کو بالکل نظر انداز کردیا گیا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حدیثوں میں اس کا ذکر ہی نہیں، بعض لوگ اس سے آگے بڑھ کر اس کا انکار کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو مسئلہ کی اچھی طرح تحقیق نہیں.

حقیقت یہ ہے کہ شریعتِ مطہرہ نے فرائض کی تکمیل کیلئے واجبات مشروع کئے اور واجبات کی تکمیل کیلئے سنن کو مشروع کیا خارج میں بھی اور اندر میں بھی، فقہ میں کہا گیا ہے: **مکمّل الفرائض واجب ومکمل الواجب سنة** یعنی فرائض کی تکمیل واجب سے ہوتی ہے اور واجب کی سنت سے، اس جملہ کا صحیح مطلب یہی ہے. (دیکھئے شامی ج۱/۳۴۳)

اسلئے جو سنت کو نظر انداز کریگا خطرہ ہے کہ واجب کو بھی چھوڑ بیٹھے گا. اللھم احفظنا منہ.

قومہ اور جلسہ میں اذکار ثبوت

اب ملاحظہ فرمایئے کہ قومہ اور جلسہ میں اذکار صحیح حدیثوں سے فرائض و نوافل

دونوں میں ثابت ہیں ، آنحضرت ﷺ کا ان دونوں جگہوں پر ایک تسبیح سے زیادہ توقف کرنا، مقتدی کا ربنا لک الحمد سے زیادہ ذکر کرنا اور آنحضرت ﷺ کا اسکی تحسین کرنا یہ سب صحیح حدیثوں میں مذکور ہے، محققین فقہاءِ احناف اور علماءِ دیوبند نے اس طرف توجہ دلائی ہے:

حدیث (۱)۔ **عن البراء** رضی اللہ عنہ **قال کان رکوع النبی ﷺ وسجوده و بين السجدتين واذا رفع راسه من الركوع ماخلا القيام والقعود قريباً من السواء**

(متفق علیہ مشکوۃ ص ۸۲ بخاری ص ۱۱۰)

یعنی آنحضرت ﷺ کا رکوع اور سجدہ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے (قومہ) اور دونوں سجدوں کے درمیان (بیٹھنا یعنی جلسہ) قیام اور قعدہ کو چھوڑ کر قریب قریب برابر تھا۔

قیام اور قعدہ کا استثناء اسلئے ہے کہ ان دونوں میں بہ نسبت رکوع ، سجدہ ، قومہ اور جلسہ کے دیر لگتی ہے، غور فرمائیے قومہ اور جلسہ کو رکوع اور سجدہ کے قریب قریب برابر بتایا جارہا ہے یہ اسی وقت ہوگا جبکہ قومہ اور جلسہ میں بھی رکوع اور سجدہ کی طرح کچھ ذکر کیا جائے۔

تنبیہ : صحیح مسلم کی ایک روایت میں رکوع، سجدہ، قومہ اور جلسہ کے ساتھ قیام کا لفظ بھی آگیا ہے یہ راوی کا وہم ہے، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں : **والذی یغلب علی الظن واللہ سبحانہ و تعالی اعلم هو ما قاله بعض العلماء من كون ذكر القيام في هذا الحديث وهماً واستثناء القيام والقعود هو اصح واقرب الى ما هو المنقول من صفة صلوته في اكثر الاحيان ... الخ** (فتح الملہم ۸۷/۲)

یعنی ظن غالب یہ ہے جیسا کہ بعض علماء نے فرمایا کہ اس حدیث میں قیام کا ذکر وہم ہے، قیام وقعود کا استثناء ہی آنحضرت ﷺ کی نماز کی عام منقول صفت سے زیادہ قریب ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے بھی اسکو راوی کا تسامح قرار دیا ہے **والظاهر انه مسامحة**

والتسوية راجعة الى الأربعة فقط .   (فیض الباری ۲۹۹/۲)

حدیث(۲)۔ عن انس رضی اللہ عنہ قال كان النبیﷺ اذا قال سمع الله لمن حمده قام حتى نقول قد أوهم ثم يسجد ويقعد بين السجدتين حتى نقول قد أوهم .   (مسلم ۱۸۹/۱ وبخاری ۱۱۰ بلفظ نسی).

یعنی حضرتﷺ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو کھڑے رہتے حتی کہ ہم کہتے کہ آپ کو وہم ہوگیا، آپ سجدہ میں جانا بھول گئے، پھر سجدہ کرتے اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے تو ہم سمجھتے کہ بھول گئے.

اس روایت میں حتی نقول قد اوہم یا نسی کا لفظ یہ بتاتا ہے کہ ایسا آپ کبھی کبھی کرتے تھے ورنہ بھول اور وہم ہونے کا گمان کیوں ہوتا.

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے حضرت شیخ الہندؒ کا قول اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ قومہ اور جلسہ میں یہ تطویل آپ کی عام عادتِ شریفہ ۔جس کے دیکھنے کے صحابہؓ کرام عادی تھے۔ سے زیادہ نہ تھی بلکہ بہت ہی قلیل اور کبھی کبھی تھی ورنہ اگر یہ تطویل سنتِ مستمرہ معروفہ مانی جائے تو پھر صحابہؓ کے نسیان کا گمان کرنے کا کوئی مطلب ہی نہیں ہوگا جیسا کہ حضرتﷺ کی قراءت اور رکوع وسجود کی تطویل پر جو اکثر اوقات میں ہوتی تھی صحابہ کو کبھی وہم ونسیان کا گمان نہیں ہوا، ہاں مطلق اطمینان اور اتنی دیر تک رکوع، قومہ، دونوں سجدے اور جلسہ میں ٹھہرنا اور جمنا جس کا اعتبار کیا جائے یہ معروف معتاد اور یقینی امر ہے جس کے مؤکد اور حتمی ہونے سے انکار ممکن نہیں، اور لوگ اس سے اس زمانہ میں غافل ہیں . والله المستعان وعليه التكلان   (فتح الملہم ۸۸/۲)

قاضی شوکانیؒ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث پر بحث کرتے

ہوئے لکھا ہے کہ رکوع اور سجدہ میں جو تسبیح مشروع ہے اس سے زیادہ اذکار اعتدال کی حالت میں مشروع ہیں اسلئے یہ کہنا (جیسا کہ بعض شوافع نے کہدیا ۱۲ فضل) کہ قومہ اور جلسہ کی تطویل موالات اور اتصال کے خلاف ہے غلط ہے، اسلئے کہ موالات کا ملطب یہ ہوتا ہے کہ ارکان کے درمیان کسی ایسے فعل سے جو اس میں سے نہیں طویل فصل نہ ہو اور شریعت میں جو چیز ثابت ہے اس کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ اس میں سے نہیں یہ صحیح نہیں ، اور اس سنت کو جو صحیح احادیث سے ثابت ہے لوگوں نے خواہ محدث ہوں یا فقیہ یا مجتہد یا مقلد سب نے چھوڑ رکھا ہے کاش میں جان لیتا کہ ان لوگوں نے کس دلیل پر بھروسہ کیا ہے. واللہ المستعان . (نیل الاوطار ۲ / ۲۹۴)

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے شوکانی کا یہ کلام بغیر رد و قدح کے نقل کیا ہے اور اسکے بعد ہی معاً شیخ الہندؒ کا مذکورہ کلام، اس سے ظاہر ہے کہ مولانا بھی لوگوں کی اس عام غفلت پر اظہارِ افسوس کر رہے ہیں **فیا لیت قومی یعلمون** .

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ پہلی حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا قومہ اور جلسہ رکوع اور سجدہ کے قریب تھا اگر یہ مان لیا جائے کہ رکوع اور سجدہ میں تین مرتبہ تسبیحات پڑھتے تھے تو قومہ اور جلسہ میں دو مرتبہ تسبیح پڑھنے کے بقدر ٹھہرتے رہے ہونگے یا اس سے زیادہ، اور اگر رکوع اور سجدہ میں تین سے زیادہ تسبیح مانئے تو قومہ اور جلسہ میں اس کے قریب توقف مانئے ، اور دوسری حدیث سے کبھی کبھی طویل توقف کا جواز معلوم ہوا .

اب آیئے ایسی روایات دیکھئے جن میں اذکار مذکور ہیں اور ظاہر ہے کہ نماز جب تسبیح ، ذکر اور قراءت کا نام ہے تو قومہ اور جلسہ کے توقف میں خاموش کیوں رہیں گے ، ضرور کچھ ذکر کرتے رہے ہوں گے .

قومہ کی دعا

حدیث(۳)۔ عن ابن ابی أوفی رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ ﷺ اذا رفع ظھرہ من الرکوعِ قال : سمع اللہ لمن حمدہ اللّٰھُمّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيءٍ بَعدُ (مسلم ۱۹۰/۱)

عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی پشت جب رکوع سے اٹھاتے تو فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد الخ یعنی اے اللہ تیرے لئے حمد ہو آسمانوں کو بھر کر اور زمینوں کو بھر کر اور ان کے علاوہ جس چیز کو تو چاہے اس کو بھر کر۔

امام مسلم نے اسی طرح کا ذکر حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے بھی نقل کیا ہے بلکہ اس سے بھی طویل ذکر۔

امام ترمذی نے حضرت علیؓ سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں: سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ رَبَّنا وَ لَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَمٰوٰتِ وَالأرضِ ومِلْءَ مَا بَینَھُمَا وَمِلْءَ مَا شِئتَ مِنْ شَیءٍ بَعدُ۔ (ترمذی ۶۱/۱ مع عرف شذی طبع کراچی)

پھر یہی روایت تقریباً اسی سند سے جلد ثانی میں کتاب الدعوات میں ذکر کی ہے اور وہاں اِذا قَامَ اِلٰی الصَّلٰوۃِ المَکتُوبَۃِ کا لفظ بھی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ فرض نماز میں بھی اسکو پڑھتے تھے، ترمذی نے دونوں جگہوں پر اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

(دیکھئے ۶۱/۱ اور ۱۸۰/۲)۔

ابو داود میں بھی یہ روایت مذکور ہے۔ (ابو داود ۱۱۰/۱) اور کوئی کلام نہیں کیا۔

جلسہ کی دعا

حدیث (۴)۔ عن ابنِ عباس رضی اللہ عنہما انّ النبیَ ﷺ کانَ یقولُ بینَ السّجدَتینِ : اللّٰھُمّ اغْفِرْلِی وارْحَمْنِی وَاجْبُرنِی واھْدِنِی وَ ارْزُقنِی (ترمذی ۱/۶۳)

یعنی آنحضرت ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھتے تھے اے اللہ میری مغفرت فرما اور رحم فرما اور میری شکستگی دور فرما، مجھے ہدایت دے اور روزی عطا فرما۔

ابوداود میں یہ الفاظ آئے ہیں : اللّٰھُمّ اغفِرْلِی وَارْحَمْنِی وَعَافِنِی وَاھْدِنِی وَارْزُقْنِی۔ (ابوداود ۱ / ۱۲۳)

حاکم نے بھی اس کو روایت کیا اور کہا ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے، بخاری اور مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی، ذھبی نے بھی اس کو صحیح کہا (مستدرک حاکم ۱/ ۲۶۲)

ابو داود نے بھی خاموشی اختیار کی جس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک صالح ہے

علامہ شامی نے فرمایا : و حسنہ النووی وصححہ الحاکم یعنی نوویؒ نے اس حدیث کو حسن بتایا اور حاکم نے صحیح کہا۔ (شامی ۱/۴۷۷ رشیدیہ پاکستان)

معارف السنن ۲/۳۵۲ میں ہے: کہ ذکر چھ جگہوں پر ثابت ہے ان میں قومہ اور جلسہ بھی ہے، فیض الباری ۲/۲۸۲ میں بھی ایسا ہی ہے، بلکہ چھ جگہوں سے زیادہ کا ذکر ہے۔

حدیث (۵)۔ حضرت رفاعہ زرقیؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک روز آنحضرت ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا تو سمع اللہ لمن حمدہ کہا اس وقت آپ کے پیچھے ایک صاحب (خود حضرت رفاعہؓ) نے یہ کلمات کہے : رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ

حَمْداً كَثِيراً طَيِّباً مُبَارَكاً فِيهِ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: کس نے یہ کلمات کہے متکلم نے کہا میں نے آپ نے فرمایا: میں نے تیس (۳۰) سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ ان کلمات کی طرف بڑھے تاکہ سب سے پہلے اس کو لکھیں. (بخاری شریف ۱۱۰/۱)

اس سے مقتدی کا امام کے پیچھے ربنا لک الحمد سے زیادہ ذکر کرنا ثابت ہوا، یہ اس وقت ہوگا جبکہ امام سمع اللہ لمن حمدہ سے زیادہ توقف کرے، یہ اس طرح ہوگا کہ امام مثلاً وہ ذکر کرے جو ہم نے حدیث نمبر ۳ میں ذکر کیا ہے، خاموش کیوں کھڑا رہے.

ایک اشکال اور اس کا جواب

اگر کوئی کہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے یہاں امام کو فقط سمع اللہ لمن حمدہ کہنا چاہئے اس سے زیادہ نہیں تو پھر ابن ابی اوفیؓ وغیرہ کی حدیثوں میں جو ذکر آیا ہوا ہے اسکو ایک حنفی کس طرح کہے؟

اسکا جواب یہ ہے کہ بیشک امام ابو حنیفہؒ کا مشہور قول یہی ہے، لیکن امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ امام ربنا لک الحمد بھی کہے یہ امام صاحبؒ کی بھی ایک روایت ہے، اسی قول کی طرف فضلیؒ اور طحاویؒ اور متاخرین کی ایک جماعت کا میلان ہے، حاوی قدسی میں اسی کو اختیار کیا ہے، نور الایضاح میں بھی یہی لکھا ہے، لیکن متون میں امام صاحبؒ کا قول مذکور ہے. (شامی ۳۶۷/۱)

دلیل کے لحاظ سے صاحبین اور ان کے موافق امام صاحبؒ کا قول ہی قوی ہے اسلئے کہ آنحضرت ﷺ سے امامت کی حالت میں سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد ربنا لک الحمد اور اس سے زیادہ پڑھنا ثابت ہے، اور فقہ کی کوئی روایت اگر دلیل کے مطابق ہو تو اسی کو اختیار

کرنا چاہیئے : ولا ینبغی أن یُعدَلَ عنِ الدِّرایۃِ ای الدَّلیلِ اِذا وافقتْھا رِوَایَۃٌ
(شامی عن فتاوی قاضی خان ۱/۳۴۳)

امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار (طحاوی شریف) میں اس قول کو دلیل سے ثابت کیا ہے

امام طحاویؒ کی تحقیق

امام طحاویؒ نے طحاوی شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کی روایات سے یہ ثابت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ امامت کی حالت میں سمع اللہ لمن حمدہ کے ساتھ ربنا لک الحمد بھی کہتے تھے اور لکھا ہے ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔ (طحاوی ۱/۱۷۲ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)

باب الامام یقول سمع اللہ لمن حمدہ ھل ینبغی لہ أن یقول بعدھا ربنا لک الحمد ام لا.

بخاری شریف میں بھی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے جس میں وہ فرماتے ہیں : کہ آنحضرت ﷺ رکوع سے سر اٹھا کر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے اور کھڑے کھڑے ربنا و لک الحمد بھی کہتے تھے۔ (بخاری شریف ۱/۱۰۹)

امام کو تسمیع کے ساتھ تحمید نہیں کرنی چاہیئے ایسی کوئی بات حدیث میں آنا معلوم نہیں، عدمِ ذکر عدمِ وجود کو مستلزم نہیں، اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا و لک الحمد والی حدیث سے تحمید کی نفی نہیں ثابت ہوتی جیسے اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا آمین والی حدیث سے امام سے آمین کہنے کی نفی نہیں نکلتی، جب دوسری حدیث سے امام کا آمین کہنا ثابت ہوگیا جیسے اذا امّن الامام فامنوا تو مان لیا گیا، اسی طرح یہاں بھی جب دوسری حدیث سے امام کا

تحمید کہنا ثابت ہوگیا تو اسکو بھی مان لیا جائیگا اور امام اعظمؒ کے اسی قول پر عمل کیا جائیگا.

ایک عالم [1] نے بڑی خوب بات فرمائی : امام دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالی اس کی سن لے جس نے اس کی حمد کی یعنی (سمع اللہ لمن حمدہ) کہتا ہے تو اسکو خود بھی اللہ تعالی کی حمد کرنی چاہیئے تا کہ اسکی دعا کا فائدہ اسکو بھی حاصل ہو، خود حمد نہ کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا.

امام طحاویؒ نے اپنی دوسری کتاب (مشکل الآثار) میں یہ باب قائم کیا (بین السجدتین اللہ تعالی کا ذکر ہے یا نہیں؟)، پھر اس باب میں حضرت علیؓ کا فعل ذکر کیا کہ وہ بین السجدتین رب اغفرلی رب اغفرلی کہتے تھے، اور لکھا ہے کہ صرف بعض محدثین اسکے قائل ہیں، ہمارے خیال میں انکا یہ قول اچھا ہے، ہم اسی کی طرف جاتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں، و هذا عندنا مِن قولِهِ حسنٌ واستعمالُه اِحياءٌ لِسنّةٍ مِن سُنَنِ رسولِ الله ﷺ واليه نذهَبُ واِيّاه نَستَعمِلُ. پھر اپنی عادت کے مطابق نظر سے اسکو مؤید کیا جسکا خلاصہ یہ ہے:

نماز میں تکبیر ہے، اور نماز میں قیام، رکوع قومہ، سجدہ اور قعدہ ہے، ان تمام جگہوں پر ذکر ہے، نماز میں دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ بھی ہے تو جیسے ان تمام جگہوں پر ذکر ہے جلسہ میں بھی ذکر ہونا چاہیئے. (مشکل الآثار ۱/ ۳۰۸ و ۳۰۹)

دیکھیئے اس میں قومہ اور جلسہ میں ذکر کو ثابت کیا، سمع اللہ لمن حمدہ تو انتقال کا ذکر ہے جیسے دوسری جگہوں پر تکبیرات، لہذا قومہ کا ذکر اس کے بعد ہوگا اور وہ ربنا لک الحمد الخ ہے.

علامہ ابن عابدین شامیؒ کی تحقیق

علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ بین السجدتین مغفرت کی دعا کرنا (جیسے اللھم اغفرلی کہنا)

---

[1] مولانا عزیز الحق صاحب مدظلہ ڈھاکہ بنگلہ دیش جو ۵۰ سال سے زیادہ سے بخاری شریف پڑھاتے ہیں.

مستحب ہونا چاہئے اسلئے کہ امام احمدؒ عمداً استغفار کو ترک کرنے سے نماز کو فاسد کہتے ہیں اور اختلاف کی رعایت کرنا ہمارے یہاں مستحب ہے، تا کہ اختلاف سے نکل جائیں، اس اصول کے تحت استغفار کو مستحب ہونا چاہئے اگرچہ یہ جزئیہ میں نے صراحۃً کہیں نہیں دیکھا. (شامی ۱/۳۷۴ رشیدیہ)

نیز علامہ شامی نے حلیہ [۱] شرح منیہ سے ابن امیر حاج محقق کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جو اذکار قومہ اور جلسہ میں وارد ہوئے ہیں اگر فرض میں انکا ثبوت ہوتو اسکو منفرد پر محمول کریں گے یا پھر ایسی جماعت پر جس میں مقتدی متعین معلوم ہوں جن کو ان اذکار سے گرانی نہیں ہوتی جیسا کہ شوافع نے اس کی تصریح کی ہے اگرچہ ہمارے مشائخ نے اس کی تصریح نہیں کی لیکن اس کو ماننے میں کوئی حرج نہیں اسلئے کہ قواعدِ شرعیہ اس سے انکار نہیں کرتے، نماز تسبیح، تکبیر اور قراءت ہی کا نام ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے. (ایضاً)

درمختار میں اگرچہ یہ لکھا ہے کہ قومہ اور جلسہ میں ہمارے یہاں ذکر مسنون نہیں اور جو اذکار حدیثوں میں وارد ہوئے ہیں وہ نفل پر محمول ہیں.

لیکن علامہ شامیؒ نے وہیں لکھدیا ہے کہ مسنون نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جائز بھی نہ ہوں جیسے سورۂ فاتحہ اور سورہ کے درمیان بسم اللہ پڑھنا، بلکہ اختلاف سے نکلنے کیلئے دونوں سجدوں کے درمیان مغفرت کی دعا مستحب ہونی چاہئے. الخ (شامی ۱/۳۷۴)

ہمارے خیال میں سنیت کی نفی اور اس سے انکار بھی نہیں کرنا چاہئے اسلئے کہ ترمذی میں مکتوبہ اور فرض کی تصریح موجود ہے، اور ترمذی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے،

---

[۱] اس کتاب کے نام میں اختلاف ہے، شیخ عبد الفتاح ابو غدہؒ نے اس کو ذکر کیا ہے، ان کے نزدیک حلبۃ المجلی ہے. قواعد فی علوم الحدیث ۲۹۹

حضرت انسؓ کی بخاری اور مسلم کی حدیث جس میں لفظ اَوہم یانسیٰ آیا ہے وہ بتاتی ہے کہ کبھی کبھی قومہ اور جلسہ میں آپ طویل ذکر کرتے تھے، اور براء بن عازبؓ کی متفق علیہ حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا قومہ اور جلسہ رکوع اور سجدہ کے قریب ہوتا تھا یہ اسی وقت ہوگا جبکہ ان دونوں جگہوں پر ذکر کو سنت اور ثابت مانا جائے.

اسلئے محقق بات وہی ہے جو محقق ابن امیر حاج نے فرمائی اور جس کو علامہ شامی جیسے محقق فقہ حنفی نے تائید کیلئے پیش کیا، کہ جو اذکار حدیثوں میں وارد ہوئے ہیں وہ ہمارے یہاں بھی جائز ہیں، البتہ حدیثوں میں امام کو ہلکی نماز پڑھانے کا حکم ہے اسلئے جو اذکار گرانی کا باعث ہوں ان کو امام نہ پڑھے، ہم نے اوپر جو اذکار نقل کئے ہیں انکو اختیار کرنے سے کوئی گرانی نہیں ہوگی، بآسانی لوگ اس کا تحمل کرلیں گے. اور اس سنت کو اختیار کرنے سے قومہ اور جلسہ میں ایک تسبیح کی مقدار واجب اطمینان خوب اچھی طرح ادا ہوجائیگا جس کے چھوٹنے سے بہت سے لوگوں کی نماز واجب الاعادہ رہتی ہے، جو بہت بڑا نقصان ہے.

ان اذکار کا بالکل انکار کردینے سے یا صرف نوافل پر محمول کرکے فرصت کرلینے سے یہ نقصان ہوا کہ انفرادی نماز اور سنن ونوافل سے بھی یہ اذکار غائب ہوگئے، کتنے لوگ ہیں جو سنن ونوافل میں ان اذکار پر عمل کرتے ہیں؟ باوجودیکہ علامہ شامیؒ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے فقہاء نے سنن ونوافل میں اس کو سنت مانا ہے، لکھتے ہیں : لقولهم أن مصلي النافلة ولو سنة يسنّ له أن يأتيَ بعدَ التحميدِ بالادعية الواردة نحو ملأ السمٰوٰت والارضِ واللهم اغفرلي و ارحمني بين السجدتين.

(شامی ۱/۳۶۰ تحت قول صاحب الدر المختار: ولا يسن في قيام بين ركوع وسجود)

یعنی فقہاء نے فرمایا کہ نفل پڑھنے والے کیلئے خواہ سنت ہی کیوں نہ ہو مسنون ہے کہ

ربنا لک الحمد کے بعد جو دعائیں آئی ہوئی ہیں ان کو پڑھے جیسے ملأ السمٰوات و الارض والی دعا، اور دونوں سجدوں کے درمیان اللھم اغفرلی وارحمنی والی دعا۔

صاحب درمختار نے بھی کہا کہ یہ اذکار نوافل پر محمول ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ نوافل میں سنت ہیں، لیکن اس طرح کی تعبیر سے یہ نقصان ہوا کہ یہ اذکار بالکل متروک ہوگئے، اسلئے صحیح بات وہی ہے جو محقق امیر ابن حاج نے کہی۔

ایک طرف بہت سے ائمۂ کرام قراءت میں ترتیل (ترتیل اصطلاحی) کی وجہ سے گرانی پیدا کرتے ہیں، زیادہ وقت صرف ہونے کے باوجود سنت قراءت نہیں ہو پاتی، جبکہ بہت اطمینان کے ساتھ قراءت کی کوئی ضرورت نہیں، بس تجوید کے ساتھ صاف صاف قراءت کافی ہے جو روانی سے بھی ہوسکتی ہے، تو دوسری طرف قومہ اور جلسہ کا اطمینان بالکل ناقابلِ اطمینان درجہ کا کرتے ہیں، جس کو ایک تسبیح کے بقدر کہنا مشکل ہے، ایک طرف وہ افراط تو دوسری طرف یہ تفریط، اگر اذکار کی عادت ڈال لی جائے اور قراءت روانی کے ساتھ کی جائے تو اتنے ہی وقت میں نماز سنت کے مطابق ہوگی۔ و اللہ الموفق

علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی تحقیق

ہمارے محققین علماءِ دیوبند نے بھی عام لوگوں کی اس غفلت پر تنبیہ فرمائی ہے، حضرت شیخ الہندؒ کی بات پہلے ذکر ہوچکی ہے کہ لوگ اس زمانہ میں اس سے غافل ہیں۔ (فتح الملہم ۸۸/۲)

علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے ترمذی شریف کی تقریر میں تنبیہ ضروری کے عنوان سے یہ مسئلہ ذکر کیا کہ محقق ابن امیر حاج (تلمیذِ ابن الہمام) نے حلیہ میں یہ ذکر کیا ہے کہ جو اذکار احادیث میں وارد ہوئے ہیں وہ ہمارے یہاں فرض اور نفل دونوں میں جائز ہیں بشرطیکہ

فرض میں لوگوں کو گرانی کا باعث نہ ہوں، ہمارے عام مصنفین نے اس کو گوشۂ خمول میں ڈال دیا ہے جس سے ناظرین یہ سمجھتے ہیں کہ احناف کو اذکار سے مطلب نہیں اور نوافل میں پڑھنے کی بات جو احناف نے ذکر کی ہے اس کا منشأ یہی ہے کہ قوم کو گرانی نہ ہو۔
(العرف الشذی مع جامع الترمذی ۶۲/۱ طبع کراچی سعید ایچ ایم کمپنی)

شاہ صاحبؒ نے صحیح بخاری کی تقریر میں اس کو اور تفصیل سے ذکر فرمایا ہے، ایک جگہ یوں ہے: محقق ابن امیر حاج سے ہم نے پہلے نقل کیا ہے کہ تمام دعائیں اور اذکار مرویہ تمام نمازوں میں جائز ہیں، فرائض میں بھی بشرطیکہ قوم کو گرانی نہ ہو، فرائض کی بناء چونکہ تخفیف پر ہے جیسا کہ حضرت معاذؓ وغیرہ کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے اسلئے ہمارے یہاں فرائض میں اس پر عمل نہیں حتی کہ کتابوں میں اسکو لوگوں نے ذکر بھی نہیں کیا برخلاف نوافل کے کہ وہ مصلی کی رائے پر ہے جتنی چاہے طویل کرے، مبسوط سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض میں ناجائز ہے۔ (فیض الباری ۲ /۲۸۳)

دوسری جگہ ہے: شمس الائمہ کی مبسوط میں جو یہ مذکور ہے کہ فرائض میں اذکار جائز نہیں یہ میرے نزدیک متروک ہے، پسندیدہ بات وہ ہے جو ابن امیر حاج نے بیان فرمائی ہے۔ (فیض الباری ۳۰۱/۲)

تیسری جگہ یوں ہے: قومہ کی دعائیں صحیحین میں وارد ہوئی ہیں اور جلسہ کی سنن میں مذکور ہیں کچھ مناقشہ کے ساتھ، جس سے معلوم ہوا کہ ان کا معاملہ جلسہ میں قومہ کی بہ نسبت خفیف ہے، امام احمدؒ کے یہاں جلسہ میں دعا کرنا فرض ہے، کم از کم ایک مرتبہ اللھم اغفرلی کہنا چاہیئے، میں کہتا ہوں کہ حنفی کو بھی اس کا اہتمام کرنا چاہیئے اسلئے کہ رکوع اور سجدہ میں ان تسبیحات کی وجہ سے جو ان میں پڑھی جاتی ہیں کوتاہی نہیں ہوتی، لیکن قومہ اور

جلسہ میں کثرت سے کوتاہی واقع ہوتی ہے، اسلئے میں کہتا ہوں کہ ان دونوں میں اذکار کا اہتمام کرنا چاہیئے، فیض الباری کی عبارت یہ ہے: قلت و ینبغی الاعتناء بھا للحنفی ایضاً لأن الرکوع والسجود لا یأتی فیھما التقصیر لمکان تلک الاذکار الموضوعة فیھما بخلاف القومة و الجلسة فان التقصیر یأتی فیھما کثیراً ولذا اقول باعتناء الاذکار فیھما ایضاً . (فیض الباری ۲/ ۳۰۹)

ظاہر ہے کہ شاہ صاحبؒ کی بات فرض نمازوں ہی سے متعلق ہے ورنہ سنن ونوافل میں احناف بھی اذکار کو تسلیم کرتے آرہے ہیں، علامہ کشمیریؒ کی یہ بات ہمارے خیال میں بہت اہمیت کی حامل ہے، آپ نے عام احناف کی نمازوں کو دیکھ کر احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں یہ نصیحت فرمائی ہے اسے ہمیں ضرور قبول کرنا چاہیئے، علامہ محمد یوسف بنوریؒ معارف السنن میں لکھتے ہیں: قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (جن کو بیہقیِ وقت کہا گیا ہے) نے اپنی کتاب ''مالا بدمنہ'' میں لکھا ہے: کہ جلسہ میں اللھم اغفر لی وارحمنی وعافنی واھدنی وارزقنی واجبرنی وارفعنی کہے، شیخ (علامہ انور شاہ کشمیریؒ) نے فرمایا: اس کا پڑھنا میرے نزدیک حسن ہے تاکہ اختلاف سے نکل جائیں (امام احمدؒ کے اختلاف کی طرف اشارہ ہے) خاص طور سے اس زمانہ میں جبکہ جلسہ میں بہت کم اطمینان کا اہتمام کیا جاتا ہے. (معارف السنن ۳/ ۶۸)

غور کیجئے امام احمدؒ کا اختلاف فرض ہی میں ہے، نفل میں تو سب کے نزدیک اذکار ہیں، علامہ کشمیریؒ کا فیصلہ فرض ہی سے متعلق ہے، قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے بھی نفل کی قید نہیں لگائی جس سے ظاہر ہے کہ فرض میں بھی وہ پڑھنے کو فرما رہے ہیں.

(دیکھئے مالا بدمنہ مترجم ۶۲)

مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ نے بھی قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا کلام تقریر ترمذی میں نقل فرمایا ہے جس سے ظاہر ہے کہ وہ بھی ان اذکار کو پڑھنے کو بہتر سمجھتے ہیں [۱] (دیکھئے تقریر ترمذی مولانا محمد تقی عثمانی ۲/۵۴)

خلاصۂ کلام

اس ساری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ سنن ونوافل اور انفرادی ہر نماز میں قومہ اور جلسہ میں جتنی دعائیں معتبر حدیثوں میں آئی ہیں ان تمام کو پڑھ سکتے ہیں ان کا پڑھنا مستحب اور سنت ہوگا اس سے نماز کا لطف دو بالا ہوگا.

ہاں فرض نماز میں امام ہونے کی صورت میں چونکہ امام کو ہلکی نماز پڑھنے کا حکم ہے اسلئے احتیاط کی ضرورت ہے، قومہ اور جلسہ میں طویل دعاؤں سے پرہیز کرنا چاہئے اسلئے کہ عام طور سے لوگ تحمل نہیں کرسکیں گے ، البتہ مختصر دعائیں مثلاً وہ جو اوپر نقل کی گئیں ان کو پڑھنے میں کوئی حرج نہیں وہ جائز ہیں بلکہ موجودہ زمانہ میں چونکہ عام طور سے اس میں کوتاہی پائی جاتی ہے ، اور امام احمد بن حنبلؒ کے یہاں ایک مرتبہ اللھم اغفرلی پڑھنا واجب ہے اور اختلاف کی رعایت مستحب ہے اسلئے مذکورہ بالا دعاؤں کا پڑھنا بہتر اور مستحب ہوگا ، اور اس سے واجب مقدار کی ادائیگی یقینی طور پر ہو سکے گی ، امام طحاویؒ ، علامہ ابن عابدین شامیؒ ، علامہ انور کشمیریؒ وغیرہ کا یہی فیصلہ ہے ، اور آنحضرت ﷺ کا ان دعاؤں کا فرض میں پڑھنا منقول اور ثابت ہے اسلئے انکو سنت کہنا بھی صحیح ہے گو مؤکد

---

[۱] اس جگہ صفحہ ۴ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیں.

نہ کہا جائے ، اسلئے اس کو زندہ کرنا ایک سنت کو زندہ کرنا ہے.

طحاویؒ نے کہا ہے : واستعماله احياء لسنة من سنن رسول الله ﷺ واليه نذهب وإياه نستعمله . (مشکل الآثار)

اور مردہ سنت کو مضبوطی سے پکڑنے سے اور اس پر جم کر عمل کرنے سے سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب مل سکتا ہے . (مشکوۃ ۳۰)

اسلئے اس سنت پر خود بھی مضبوطی سے عمل کیجئے اور دوسروں کو بھی مناسب طریقہ سے اسکی ترغیب دیجئے . وفقنا الله و اياكم لما يحبه و يرضاه .

اللهم أرنا الحق حقاً و ارزقنا اتباعه و أرنا الباطلَ باطلاً و ارزقنا اجتنابه و اجعل آخرتنا خيراً من الاولىٰ وصلى الله على النبى الامى محمد المصطفىٰ وعلى آله و اصحابه اجمعين والحمد لله رب العالمين .

فضل الرحمٰن اعظمی
مدرسہ عربیہ اسلامیہ آزادول جنوبی افریقہ
۲۱/ رجب ۱۴۱۱ھ جمعرات
۷/ فروری ۱۹۹۱ء

ترمیم و اضافہ
۹/ جمادی الاخری ۱۴۱۳ھ جمعہ
۴/ دسمبر ۱۹۹۲ء

تصحیح واضافہ ثانی
۷ / جمادی الاخریٰ ۱۴۲۴ھ
۶ / اگست ۲۰۰۳ء بدھ

مرتب مدظلہ کے مختصر حالات

ولادت و تعلیم : ولادت شوال ۱۳۶۵ھ ستمبر ۱۹۴۶ء کو مئو ناتھ بھنجن یو پی میں ہوئی ، تعلیم شروع سے اخیر تک مئو ہی میں حاصل کی ۱۳۸۶ھ میں مفتاح العلوم میں فراغت ہوئی ، بعد فراغت مختلف فنون کی مختلف کتابیں مزید پڑھیں، نیز قراء ات سبعہ عشرہ بھی پڑھیں ،محدث کبیر علامہ حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کے زیر نگرانی کتب فتاوی کا مطالعہ کیا اور فتاوی نویسی کی مشق کی ، اساتذہ میں محدث اعظمیؒ ، حضرت مولانا عبد اللطیف نعمانیؒ ،حضرت مولانا عبد الجبار اعظمیؒ اور آپکے والد محترم مولانا قاری حفیظ الرحمٰن مدظلہ معروف ہیں.

خدمات : تین چار سال کے بعد مظہر العلوم بنارس تشریف لے گئے اور ترمذی، مشکوۃ وغیرہ مختلف کتابوں کی تدریس اور فتاوی نویسی کی خدمات انجام دیں ، چار سال کے بعد ۱۳۹۴ھ میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لائے اور یہاں بھی اکثر درسیات طحاوی، نسائی ، ابن ماجہ، مؤطا امام مالک، مشکوۃ،جلالین ، ہدایہ ، متنبی، حماسہ ،شرح جامی، ابن عقیل وغیرہ زیر درس رہیں ، سبعہ عشرہ بھی پڑھائی ، اور علم قراء ت اور قراء کے تذکرہ پر مشتمل ایک مقدمہ بھی لکھوایا ، اور تاریخ جامعہ بھی مرتب فرمائی . ۱۴۰۶ھ میں آزادول جنوبی افریقہ تشریف لائے ،یہاں بھی بخاری، ترمذی، مشکوۃ ، الاشباہ و النظائر وغیرہ کتب زیر درس رہتی ہیں .

دعوت وتبلیغ کے ساتھ بھی بہت گہرا تعلق ہے ، مختلف ممالک کا سفر بھی برابر جاری رہتا ہے .

تصوف اور خانقاہ سے بھی تعلق ہے اولاً شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ سے بیعت ہوئے پھر آپ ہی کے حکم سے حضرت مفتی محمود حسن صاحبؒ سے اصلاحی تعلق ہوا، پھر حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ سے تعلق ہوا اور خلافت سے نوازے گئے ،چنانچہ اصلاحی سلسلہ بھی جاری ہے .

تصانیف : آپکی تصانیف ورسائل بھی ۵۰ کے قریب ہونگی ،جن میں ۱۔ تاریخ جامعہ ڈابھیل گجرات ہند ۲۔مقدمۂ بخاری ۳۔مقدمۂ ترمذی ۴۔مقدمۂ طحاوی ۵۔قومہ جلسہ میں اطمینان کا وجوب اوران میں اذکار کا ثبوت ۶۔شب براءت کی حقیقت ۷۔عمامہ ٹوپی کرتا ۸۔صحیح اور مناسب تر مسافت قصر ۹۔ ترجمہ معدل الصلوۃ ۱۰۔ مفتی محمود حسن گنگوہیؒ اور جماعت تبلیغ . وغیرہ زیادہ معروف ہیں .

تفصیلی حالات آپکی سوانح میں ملاحظہ ہوں . العبد عتیق الرحمٰن الاعظمی غفر لہ ولوالدیہ آزادول جنوبی افریقہ

Our other Pablications

English ;

1. Shabe 'Baraat
2. Farewell Sermon of nabi ﷺ
3. Significance of Muharram and A'shura
4. turban, Kurta Topee (In tha light of hadith)
5. Tha musallah (Eidgah)
6. Qaumah and Jalsah
7. Muffti Mahmud hasan Gangohi and Tha Tabligh Jamaat
8. Tha Impotande of Qaumah and Jalsah
9. Ramadaan (Pamphlet)
10. Tha Turban (Pamphlet)
11. Mahr (Dowry) (Pamphlet)
12. Masaafat Qasr (Shar'i Travelling Distance) (Pamphlet)
13. Qaumah and Jalsah Duas (Card)

اردو :

۱۔ هدیۃ الدراری (مقدمہ صحیح بخاری) ۲۔ هدیۃ الاحوذی (مقدمہ جامع الترمذی)

۳۔ تنویر الحاوی فی تذکرۃ الامام الطحاویؒ ۴۔ شب براءت کی حقیقت

۵۔ عمامہ، ٹوپی، کرتا (کی حقیقت) ۶۔ صحیح اور مناسب تر مسافت قصر

۷۔ قومہ اور جلسہ میں اطمینان کا وجوب اور ان دونوں میں اذکار کا ثبوت

۸۔ پندرھویں شعبان کے روزے کے بارے میں میرے موقف کی سرگذشت

۹۔ حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ اور جماعتِ تبلیغ ۱۰۔ سیرتِ نبوی ﷺ کے چند گوشے

۱۱۔ ترجمہ معدل الصلوۃ للبرکویؒ

Available From :

Academy for tha Revival of tha sunnah

P.O.Box. 9362 5 Azaad Avenue Azaadville

1750 South Africa